SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633

Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 16-23

Publishers: Nobel Institute for New Generation

http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Dr. Aasma Rani. (2024). An Analytical Study of Zeeshan Athar's Poetry : ذیشان اطہر کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ. *Shnakhat, 3*(2), 16-23. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/255

An Analytical Study of Zeeshan Athar's Poetry

ذیشان اطہر کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Aasma Rani

Assistant Professor, Department of Urdu, Govt Sadiq College Women University, Bahawalpur

Abstract

Dr. Zeeshan Athar (Abu Zar Muneer) is one of the modern poets of Bahawalpur ،whose poetry is based on a wide range of topics. He writes with the depth of heart after studying his poetry. I can understand that he feels the problems of others. Now a day's social media is very important part of everyone's life social media is influencing the society. There are many poets in the social media. They write a different topic such as love, social problems political problems etc. everyone tries to express his feelings according to his style. But I like Zeeshan Athar the most. His style is very different. He narrates social and political problems which our country is facing very nicely. He is one of the Eminem literary figures in Bahawalpur. He is one of those poets who had done great work in Urdu literati. He has depicted the different real-life problems of human beings in his poetry. He is distinguished among his contemporaries due to his distinctive style.

Key Words: Modern poem, Happiness and sorrow, sadness, disappointment, loneliness, mother's love, self-accountability, past memories, Apathy of time, Philosophy of life.

ذیشان اطہر نے شاعری کی قریباً ہر صنف میں موضوعات کا متنوع سلسلہ بیان کیا ہے۔ انھوں نے اپنے احساسات کو بڑے ہی خوبصورت انداز میں نفیس لفظوں کی لڑی میں پرویا ہے۔ ان کی شاعری کو پڑھ کر ان کے مزاج وطبیعت کی حساسیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ زمانے کی بے حسی، غیر انسانی رویوں اور پیچیدگیوں کو دل کی گہرائی سے جانچتے ہیں۔ عباس تابش ذیشان اطہر کی شاعری کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"ذیشان اطہر اپنی اور اپنے ارد گرد کے لوگوں کی زندگی بیان کرتا ہے۔ میں نے ذیشان کی شاعری میں یہ بات شدت سے محسوس کی ہے کہ وہ لمحہ موجود کی کیفیت کو بسر کرتا ہے نہ آگے جاتا ہے نہ پیچھے شاعری کی زبان کے حوالے سے بھی یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ زبان بھی اپنے عہد سے سیکھتا ہے۔"(۱)

شاعری شاعر کے جذبات،احساسات کی ترجمانی کرتی ہے۔شاعری میں استعمال کیے جانے والے موضوعات کاانحصار شاعر کی ذاتی، سماجی، غیر سماجی، معاشی، معاشرتی ،زندگی پر ہوتا ہے۔ شاعری کے آغاز سے اب تک اُردو ادب نے بہت سے نشیب فراز دیکھے ہیں۔اُردو شاعری کے رنگ ڈھنگ میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی آتی رہی ہے اور تغیر زمانی ہی ہے۔ جنگ آزادی، عالمی جنگیں، تحریک پاکستان اور قیام پاکستان اور اس کے بعد ہونے والی جنگوں نے بھی اُردو شاعری کو متاثر کیا ہے۔ شاعر چونکہ ایک عام شخص کے مقابلے میں زیادہ باریک بینی سے ہر چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس کا عکس ان کی شاعری میں باقاعدہ واضح ہوتا ہے۔

ذیشان اطہر نے اپنی شاعری میں کئی موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے۔ حمد، نعت، غم، خوشی، اداسی، ہجر، فراق، خواہشات، تنہائی، یادیں جیسے موضوعات زیر بحث لائے ہیں۔

حمد یعنی تعریف اس پاک ہستی کی جس نے ہم سب کو دنیا و جہاں کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ کوئی بھی انسان جو عقل، شعور، بصیرت رکھتا ہو۔اللہ کی قدرت، عظمت، شان، جلال سے منکر نہیں ہو سکتا ہے۔جب ہم اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں کا استعمال کرتے ہیں۔ توزبان خود بخود کلمہ شکرانہ ادا کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ تقریباً ہر مسلمان شاعر نے حمد لکھ کر اپنی شاعری کو رونق بخشی ہے۔ شاعروں نے اپنے خوبصورت الفاظ میں اپنے رب کو ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔ حمد لکھنے کا یہ سلسلہ کافی پرانا ہے اور چلتا آرہا ہے۔ذیشان اطہر نے بھی اپنی کتاب "اپنے خیمے اٹھا کے چلتے ہیں" میں حمد کو شامل کیا۔ خوبصورت الفاظ میں وہ خدا کی تعریف کرتے ہیں۔انھوں نے بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور ہمیں نوازتا ہے۔ جب بھی کوئی سچے دل سے اپنے رب کو پکارتا ہے۔ تو رب اپنے بندے کی پکار سنتا اور اس کی مانگ پوری کرتا ہے۔ ذیشان اطہر کا شعر ملاحظہ کیجیے:

وہ کہ جو طائروں کو اذن سفر دیتا ہے
ہم کو ماحول بدلنے کی خبر دیتا ہے
ہم کو مایوس نہیں کرتا کسی بھی صورت
مانگتے ہیں تو دعاؤں میں اثر دیتا ہے (۲)

کیا ہی خوبصورت انداز بیاں ہے۔ وہ لوگ جو شکوہ کرتے ہیں کہ خدا ان کی دعا نہیں سنتا، ذیشان اطہر کے اس خوبصورت شعر میں اس بات کو بخوبی بیان کیا گیا ہے کہ مانگنے کے انداز کا مسئلہ ہے ورنہ رب تو اپنے ہر بندے کو نوازتا ہے جو اس کو دل سے پکارتا ہے۔

جب اپنے رب کی تعریف کی جائے تو رسول اکرم کو بھی نذرانہ عقیدت پیش کرنا لازمی ہے۔ اللہ نے قرآن پاک میں بھی اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ حضرت محمدؐ کی اطاعت کو بھی لازمی قرار دیا ہے۔ قرآن پاک کی سورۃ الانفال میں اللہ کا ارشاد ہے۔

"اے ایمان والو! تم اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اس سے روگردانی مت کرو۔"(۳)

اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ نے رسولؐ کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے۔ ذیشان اطہر بھی ایک عاشق رسولؐ ہیں۔ اپنی شاعری سے آپؐ کی ذات گرامی میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں انتہائی خوبصورت انداز سے اپنی محبت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ذیشان اطہر کا شعر ملاحظہ ہو:

ے میرا ہر شعر ہے منور
یہ سارا جمال آپؐ کا ہے
جب قصہ مدینتہ النبیؐ ہو
دیوار خود ایک راستہ ہے (۴)

شاعر ہر کوئی نہیں بن سکتا۔ یہ بھی اللہ کی طرف سے کسی کسی کو شرف حاصل ہوتا ہے۔ شاعر وہی کچھ لفظوں میں ڈھالتا ہے جو اس کے دل و دماغ میں سمایا ہوتا ہے اور دلوں کا بادشاہ تو اللہ ہے۔ ذیشان اطہر کے چند اور نعتیہ اشعار دیکھیے:

ے جو شعر الہام ہو رہے ہیں
سرکارؐ کے نام ہو رہے ہیں (۵)

ے ساز و ساماں کی ضرورت ہے نہ زر لگتا ہے
اب تو طیبہ مجھے لمحوں کا سفر لگتا ہے
ایسا لگتا ہے مدینہ مجھے ذیشان اطہر
جیسے انسان کو پردیس میں گھر لگتا ہے (۶)

شاعر جب کوئی دکھی یا غمگیں شعر لکھتا ہے تو ہمیشہ یہی سمجھا جاتا ہے کہ عشق، محبت یا جنس مخالف سے بچھڑ جانے کا غم ہے لیکن غم، دکھ صرف اپنے محبوب سے بچھڑنے کا یا بے وفائی کا نہیں ہوتا۔ دکھ تو بہت سی اقسام کے ہوتے ہیں۔ اولاد کا دکھ، ماں باپ کا دکھ، بہن بھائیوں، دوستوں اور حتیٰ کہ اپنے وطن عزیز، ہمسائیوں اور رشتہ داروں کا دکھ بھی سانجھا ہوتا ہے۔ ذیشان اطہر اپنی غزل میں بچھڑنے کا غم بہت خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں:

ے میری اک عادت نے چھینے مجھ سے میرے جانثار

جانے والوں کے لیے اکثر دعا کرتا ہوں میں (۷)

سانحۂ پشاور جس میں APS میں زیر تعلیم معصوم چراغوں کو بڑی بے دردی سے بجھا دیا گیا۔ یہ غم تو صرف ان ماؤں کا غم نہیں جن کی کوکھ اجاڑی گئی بلکہ یہ تو پوری قوم کا مشترکہ غم ہے۔ تا قیامت اس غم کا صدمہ کم ہونے والا نہیں ہیں۔ ذیشان اطہر نے اپنی ایک نظم ''قہقہہ ابلیس کا'' میں اس واقعے کے دکھ کو بیان کیا ہے اور بڑے خوبصورت انداز میں اپنے دل کے احساسات کو قلمبند کیا ہے۔

ے مار ڈالو ان کے بچے مرد و زن پیر و جوان

الحفیظ والاماں!

ابتدا جس کی ہوئی تھی مصر سے

قتل طفلاں کا وہ منصوبہ مکمل ہو گیا

پھر تڑپ اٹھی تھی علی اصغر کی روح!

مدرسہ تھا ہائے مقتل ہو گیا! (۸)

غم زندگی کا حصہ ہیں۔ جہاں کہیں خوشی نے جگہ بنائی ہو وہاں سے کبھی نہ کبھی غم کا بھی گزر ہو چکا ہوتا ہے۔ زندگی اسی کا نام ہے لیکن اصل زندگی تو یہ ہے ان دکھوں کو اپنے جذبات پر حاوی نہ ہونے دیا جائے بلکہ اللہ پر توکل اور ہمت سے ان کا سامنا کیا جائے۔ تنہائی، مایوسی، اداسی، خاموشی تمام نام الگ ہیں لیکن ان کا مطلب تقریباً ایک جیسا ہی ہے۔ جب ہم اداس یا مایوس ہوتے ہیں تو تنہائی اختیار کرتے ہیں۔ تنہائی سے انسان کو اپنی شخصیت کو پہنچاننے کا بھی موقع ملتا ہے اور جب تنہائی حد سے بڑھ جائے مختلف عارضوں میں بھی مبتلا کرتی ہے۔ شاعروں نے ان موضوعات کو شاعری میں بے دریغ استعمال کیا ہے۔ شاعر تنہائی پسند ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے فن کے ساتھ مصروف رہنا زیادہ پسند ہوتا ہے۔ شاعر اپنی طبیعت کی حساسیت کی بناء پر ہر ایک احساس کو شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ ذیشان اطہر لکھتے ہیں:

ے ہم سے مت سیکھ زندگی کا ہنر

ہم تو سائے ہیں وہ بھی ڈھلتے ہوئے (۹)

تنہائی کے بارے میں ذیشان اطہر بیان کرتے ہیں:

؎ حوصلے کی چھت گرا دیتا ہے تنہائی کو بوجھ

اور اس پر ظلم یہ اندر ہوا کرتا ہوں میں (۱۰)

خود احتسابی جتنا یہ لفظ سننے میں پیچیدہ ہے۔ اتنا ہی مشکل کام جدید دور اور قدیم دور حتیٰ کہ ہر دور میں ہی خود احتسابی انسانی فطرت میں چیدہ چیدہ ہی نظر آتی ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ کبھی بھی اپنے گریبان میں نہیں جھانکتا ہے جیسے آگ کا دریا پار کرنا۔ چند ہی شاعر ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنے اشعار کے ذریعے خود احتسابی کا درس دیا ہو۔ ذیشان اطہر نے کیا خوب لکھا ہے:

؎ ہمیں ہی کچھ سوچنا پڑے گا

جہان سارا غلط نہیں ہے (۱۱)

اس ایک شعر میں اطہر نے زندگی کا پورا فلسفہ ہی سمیٹ دیا ہے کہ کیا خوب لکھا ہے کہ "جہاں سارا غلط نہیں ہے" مطلب یہ ہے اب خود احتسابی کا وقت ہے۔ جدید دور میں جس قدر دنیا میں انتشار پھیل چکا ہے۔ اس کا واحد حل خود احتسابی ہے۔

ہجر عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو ہجرت سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں چلے جانا، چھوڑ جانا، راستہ و قیام گاہ، مقام بدل لینا، ہجر و فراق الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ہجر فراق کے الفاظ شعراء نے اپنے کلام میں بہت زیادہ اپنے محبوب سے بچھڑنے کے زمرے میں استعمال کیے ہیں۔ اُردو شاعری کا وسیع ترین موضوع ہجر و فراق ہے۔ غالبؔ اور میر تقی میرؔ اُردو شاعری کے پیشوا مانے جاتے ہیں۔ ان کی شاعری میں بھی ہجر و فراق کے موضوعات پر بہت زیادہ طبع آزمائی کی گئی ہے۔ اُردو شاعری میں مرزا غالبؔ کی حیثیت ایک درخشاں ستارے کی سی ہے۔ مرزا غالبؔ محبوب سے جدائی کے غم کو کتنے خوبصورت الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

؎ یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا

اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا (۱۲)

ذیشان اطہر نے بھی ہجر و فراق کے غم کو ڈھکے چھپے الفاظ میں استعمال کر کے اپنی شاعری کو ایک خوبصورت رنگ آہنگ سے نوازا ہے۔ انھوں نے محبوب سے بچھڑنے کے غم کو ہجر و فراق کے معنوں میں زیادہ استعمال نہیں کیا بلکہ اپنی پرانی خوبصورت یادوں کو ہجر و فراق کا لبادہ اوڑھا کر بہت خوبصورت انداز اپنایا ہے۔ جو قارئین و سامعین کے دل موہ لینے والا انداز ہے۔ ہجر و فراق کے غم میں ڈوبے ہوئے دل کی حالت زار کو ذیشان اطہر نے کس خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

؎ اے شب ہجراں! تیری ظلمت کی خیر

ہم نے آنسو کو ستارہ کر لیا ہے (۱۳)

ماضی خوشگوار ہو یا ناخوشگوار یادیں تلخی اختیار کر لیتی ہیں۔ اگر ماضی ناخوشگوار ہو تو اس کی یاد دردناک ہوتی ہے اور اگر خوشگوار ماضی رہا ہو تو اس کے گزر جانے کا صدمہ دل سے پیوست ہو کر رہ جاتا ہے۔ ماضی کی یادیں انسان کے دل و دماغ پر اس طرح سے پنجے گاڑ لیتی ہے کہ انسان کو اس کے چنگل سے نکلنا ممکن ہو جاتا ہے۔ شعرا نے اپنی شاعری سے ماضی کی یادوں کو خوبصورتی سے آراستہ کیا ہے۔ خاص طور پر وہ شعراء جن کو ہجرت کے تازیانے سہنے پڑے اور عزیز و اقارب، ہم نواؤں، ساتھیوں، محبوب دوستوں سے بچھڑ گئے اور اپنوں کی یادیں ان پر عذاب بن کر برسیں۔

ذیشان اطہر نے بھی اپنی شاعری کو یاد جیسے موضوع سے سجایا ہے۔ ان کے مجموعہ کلام میں بہت سے اشعار ایسے ہیں جن میں ماضی کے خوبصورت لمحات کا ذکر بہت خوبصورت انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ذیشان اطہر کا انداز نہایت سادہ ہے لیکن آپ کے اشعار کا ہر لفظ گہرائی کے معنی رکھتا ہے۔

حسن اور محبت کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ محبت ایک فطری جذبہ ہے محبت کئی قسموں کی ہوتی ہے۔ محبت عام بھی ہوتی ہے اور خاص بھی، محبت معمولی بھی ہوتی ہے اور شدت بھی اختیار کر جاتی ہے۔ محبت ہر ذی روح کے دل کے جذبات کی ترجمان ہوتی ہے۔ محبت کی اقسام میں والدین سے محبت، بہن بھائیوں کی محبت، کسی کی احترام میں محبت اور اپنے محبوب سے محبت، اُردو شاعری میں محبت کے موضوع اور حسن کے موضوع پر بہت سے اشعار لکھے گئے ہیں۔ جن میں کبھی تو محبوب کے حسن کو اور کبھی محبت میں ناکامی کو موضوع سخن بنایا جاتا ہے۔ مذہب کی محبت اپنے رب اور رسولؐ سے محبت بھی شاعروں کی قلم کی زینت بنتی ہے۔ ذیشان اطہر اپنے محبوب کی تعریف کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

ـ اُس نازنین کی باتیں کیا پیاریاں پیاریاں ہیں
پلکیں ہیں جس کی چھریاں آنکھیں کٹاریاں ہیں (۱۴)

ذیشان اطہر نے بھی اپنی شاعری میں عشق و محبت اور حسن کی باتیں کی ہیں۔ ان کی شاعری میں بھی کہیں کہیں رومانوی جذبہ جھلکتا نظر آتا ہے۔ اپنے محبوب کے لیے تعریفی کلمات لکھتے ہیں:

ـ غرور جچتا نہیں کسی کو
مگر تمہارا غلط نہیں (۱۵)

جب کسی کے دل میں محبت کا جذبہ جاگزیں ہوتا ہے تو دل و دماغ میں بس صرف محبوب کی سوچ ہی چھائی رہتی ہے۔ اپنے محبوب کے ساتھ محبت کا اظہار لازم ہوتا ہے۔ اگر محبت کا اظہار نہ کیا جائے تو محبت کم ہوتی جاتی ہے۔ محبت کا لفظوں میں بیان ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ذیشان اطہر بیان کرتے ہیں:

ے آپ کے ساتھ یہی ایک خیانت کی ہے

آپ کو حسن کا احساس دلایا کم ہے (۱۶)

خودداری لفظ کا معانی احساس ذات، عزت نفس کا پاس اپنی انا اور اپنے فخر کی اپنی عزت نفس کی حفاظت کرتا ہے۔ خودداری بہترین انسانی صفات میں سے ہے یہ انسان کو بلند و بالا کر دیتی ہے۔ خودداری انسان کی اندرونی نفسیات کا نام ہے۔ یہ انسان کا اپنے بارے میں تجزیہ ہوتا ہے۔ خودداری کے ذریعہ انسان اپنے آپ کو پہنچانتا ہے اور مادی فوائد سے بالاتر ہو کر زندگی گزارتا ہے۔ جو شخص اپنی خودداری اور عزت نفس کا پاس رکھتا ہے وہ اپنی زندگی کے سفر میں منزل تک پہنچنے کے لیے قدم انتہائی پھونک پھونک کر رکھتا ہے۔ ذیشان اطہر نے خودداری کے موضوع کو اپنے اشعار میں بڑی خوبصورتی سے بہترین مقام دیا ہے۔ نمونہ اشعار ملاحظہ ہو:

ے یوں تو پانی ہوں محبت سے پیا کرتا ہوں میں

روک دو تو پتھروں میں راستہ کرتا ہوں میں (۱۷)

بڑی ہی خوبصورتی سے ذیشان اطہر اشعار میں خودداری کا عنصر بیان کرتے ہیں۔ انتہائی سادہ الفاظ کے چناؤ کے ساتھ شعر میں ایک حسن پیدا کرتے ہیں۔ خودداری کے موضوع پر ایک بہت ہی خوبصورت شعر بیان کرتے ہیں:

ے ہم فقیروں کی ایک عادت ہے

سر ہمیشہ اٹھا کے چلتے ہیں (۱۸)

ذیشان اطہر کی شاعری کے حوالے سے محقق و نقاد عمران اقبال کی رائے ملاحظہ فرمایئے:

”ذیشان اطہر کی فنی کاوش اور فکری پیش رفت لائقِ تحسین ہے۔۔۔ ان کے ہاں ہمیں زندگی سے قریب تر تشبیہات، استعارات کا بھرپور استعمال ملتا ہے جس نے اُن کے کلام کو دلنشینی، دلآویزی ندرت اور بلاغت کی عمدہ مثال بنا دیا ہے۔ یہ اشعار دیکھیے:

ے پرندے اور شجر خوف کھانے لگتے ہیں

کسی بھی شہر میں جب کارخانے لگتے ہیں

ہمارے پختہ مکانوں کی یہ بھی خوبی ہے

فضا سے دیکھنے میں قید خانے لگتے ہیں“(۱۹)

ان تمام درج بالا اشعار میں ذیشان اطہر نے بڑے خوبصورت انداز اور بہترین الفاظ کے استعمال سے زمانے کے حالات و واقعات اور مسائل کی پیش کش کی ہے۔

ذیشان اطہر نرم اور حساس دل کے مالک شخصیت ہیں اور احساسات و جذبات کو بھی منفرد انداز بیاں کے ساتھ شعروں میں ڈھالتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ذیشان اطہر، ڈاکٹر، "اپنے خیمے اٹھا کے چلتے ہیں"، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۴

۲۔ ایضاً، ص ۱۷

۳۔ سورۃ الانفال، آیت ۲۱

۴۔ ذیشان اطہر، ڈاکٹر، "اپنے خیمے اٹھا کے چلتے ہیں"، ص ۱۹

۵۔ ایضاً، ص ۱۸

۶۔ مجلہ ''مطلع نو''، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، بہاول پور، ۲۰۰۵، ص ۴

۷۔ ذیشان اطہر، ڈاکٹر، "اپنے خیمے اٹھا کے چلتے ہیں"، ص ۳۱

۸۔ غیر مطبوعہ کلام راقمہ کے پاس کاپی محفوظ ہے۔

۹۔ ذیشان اطہر، ڈاکٹر، "اپنے خیمے اٹھا کے چلتے ہیں"، ص ۴۶

۱۰۔ ایضاً، ص ۳۰

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۱

۱۲۔ مرزا اسد اللہ خان، غالب، "دیوان غالب"، انجمن ترقی اُردو (ہند)، نئی دہلی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۸

۱۳۔ ذیشان اطہر، ڈاکٹر، "اپنے خیمے اٹھا کے چلتے ہیں"، ص ۱۱۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۶۳

۱۵۔ ایضاً، ص ۶۰

۱۶۔ ایضاً، ص ۵۴

۱۷۔ ایضاً، ص ۳۰

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۲۴

۱۹۔ عمران اقبال، ''بہاول پور میں اردو شاعری (۱۹۴۷ تا ۲۰۱۰)''، چولستان علمی و ادبی فورم، بہاول پور، ۲۰۱۰، ص ۷۰۴